پیسہ اخبار کی ملی خدمات

(تحقیقی جائزہ)

ڈاکٹر نادرہ زیدی ☆

اس کارخانہ زیست و حیات میں کچھ لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ ان کا کوئی نام و نشان تک باقی نہیں رہتا۔ مگر کچھ لوگ اس دنیا میں ایسے کام یا عمل کر جاتے ہیں کہ ان کے نام تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف سے لکھے جاتے ہیں۔ اور پھر اس کائنات میں نسل انسانی ان کے نقش پا کی شوخیوں پر عظیم حوصلوں اور بلند ولولوں کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔ کچھ لوگ عظیم اپنی کاوشوں سے بنتے ہیں اور کچھ کو زمانہ عظیم بناتا ہے۔ اور بعض انسان ایسے بھی ہیں جو پیدائشی طور پر عظیم ہوتے ہیں۔ منشی محبوب عالم پیدا ہی عظیم انسان کی حیثیت سے ہوئے تھے انہوں نے اپنی عظمت کو اپنی تخلیقات کے ذریعے منوایا۔

"مولوی محبوب عالم ۱۸۶۳ء مطابق ۱۲۸۲ھ موضع بھروگی تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے اور ۲۷ مئی ۱۹۳۳ء بروز شنبہ سوا دس بجے دارِ ناپائیدار سے رحلت فرما گئے"۔(۱)

محبوب عالم نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اس کے بعد انہوں نے مڈل کا امتحان پاس کیا ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اور بدر شکیب راوی ہیں۔ "حقیقت میں اس زمانے کے مطابق محبوب عالم نے اچھی خاصی تعلیم حاصل کی تھی اور منشی کے امتحان میں صوبہ پنجاب یا پنجاب یونیورسٹی میں اول رہے اور انہیں خلعت سے نوازا گیا، اسکالر شپ دیا گیا۔ جہاں تک ان کی اسناد کا تعلق ہے، اس سلسلے میں ہمیں کوئی سند حاصل نہ ہو سکی، جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کا سارا ذاتی ریکارڈ آگ کی نذر ہو گیا وہ آگ جس نے ان کے عالیشان پریس، لاکھوں روپے کی جائیداد اور عظیم لائبریری کو بھسم کر کے رکھ دیا۔ جیسے کہ

☆ریسرچ آفیسر، شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں :

"عروج کے زمانے میں ان کے چھاپہ خانہ اور دفتر میں آگ لگ گئی جس سے تقریباً دو لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔" (۲)

"مولوی صاحب اردو، انگریزی، فارسی میں لکھنے کے علاوہ ہندی، گورمکھی، فرانسیسی اور ترکی زبانوں میں بھی اچھی دسترس رکھتے تھے۔" (۳)

پاکستان ٹائمز میں عبدالمجید صاحب (جو آپ کے پوتے ہیں) ایک مضمون میں لکھتے ہیں :

"His uncle was a teacher at Burjatari Teh; Lahore from where he completed his primary education. Then he shifted to Kasur, where another uncle Mr. Muhammad-ud-Din was the headmaster of the middle school and was also the editor of "Kaleed" a monthly magazine for middle & Entrance students. Maulvi Sahib successfully passed his middle examination. In those days possession of entrance qualification was not a pre-requisite, therefore, he easily got admission in medical college after passing his middle examination. Dr. C.C. Kaleep & Dr. Daleep Singh (deceased) were his class fellows.

In the meantime his father Maulvi Allah Din died.He Could not carry on his studies and has to abandon the medical college. Inspite of appearing as private student in the Munshi Examination.

He stood first, got a scholarship together with "Khilat" (dress). Maulvi Sahib started his business and can currently kept study

ing for his Munshi Examination in Oriental College. (4)

محبوب عالم تقریباً ۱۸۸۶ء تک ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے۔ خادم التعلیم مطبع ہی انہیں رفعتوں اور بلندیوں تک لے گیا۔

جب سے انسان نے دنیا میں قدم رکھا ہے خبروں کا سلسلہ جاری ہے ، جس طرح انسانی معاشرہ ترقی کرتے کرتے پتھر کے زمانے سے میزائل اور سیٹیلائٹ کے عروج تک پہنچا۔ اسی طرح خبر بھی آہستہ آہستہ سینہ بہ سینہ عمل سے گذر کر ہوا کے دوش پر کمر بستہ ہوئی، اس عمل کے لئے آج کل ریڈیو، ٹیلی ویژن، وائرلیس، تار، اخبارات الغرض تمام سہولتیں موجود ہیں، برقی مشینی چھاپہ خانہ، ٹیلی پرنٹر، کمپیوٹر اور ٹیلی کمیونیکیشن، مواصلات کا سلسلہ اس قدر ارزاں اور برق رفتار ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ طباعت کا سلسلہ بھی بہت ہی زیادہ مختلف مراحل سے گزر کر یہاں تک پہنچا ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ طباعت کی ایجاد کا سہرا چینیوں کے سر ہے۔ اور اس کی ابتدا ٹھپے کی چھپائی سے ہوئی۔ چین کے صوبے کاشغر سے دنیا کی قدیم ترین کتاب ملی ہے، اس پر لکھا تھا۔

"اس کتاب کو وانگ چی ایلیہ نے، ۱۱ مئی ۸۲۸ء کو مفت تقسیم کرنے کے لئے چھاپا، تاکہ اس کے والدین کی یاد کو دوام حاصل ہو، حروف کی چھپائی بھی چین میں شروع ہوئی اس کے لئے ایک شخص پی شنگ ذمہ دار تھے جس نے ۱۰۴۱ء سے ۱۰۴۹ء تک ٹائپ میں چھپائی کا کام جاری کیا۔ چونکہ چینی حروف تہجی کی تعداد زیادہ تھی لہٰذا حروف کی چھپائی کو ترقی نہ دی جا سکی۔ (۵)

جب ہم اخبارات کی تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ قدیم کاغذ سازی میں چینیوں کا کردار کتنا اہم ہے۔ یہ لوگ کاغذ سازی کے فن سے آشنا تھے۔ یورپ اور دنیا کے دوسرے ممالک تک کاغذ عربوں کے توسط سے آٹھویں صدی کے وسط میں پہنچا۔ اسی صدی کے ابتداء میں جب چینیوں نے سمرقند پر حملہ کیا تو ان کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور بہت سے ایسے چینی گرفتار ہوئے جو کاغذ سازی کے فن سے آشنا تھے۔ اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کاغذ سازی کا فن عربوں کو چینیوں سے حاصل ہوا نویں صدی تک کاغذ پر تحریر شدہ بے شمار کتابیں جو عربی میں لکھی گئی تھیں منظر عام پر آگئیں۔ آج بھی اس صدی میں عربی زبان میں لکھے ہوئے مسودے دنیا کے عجائب

گھروں میں مل سکتے ہیں۔

گیارھویں صدی کے اختتام اور بارھویں صدی کی ابتدا میں کاغذ کی صنعت اندلس، سپین اور یونان سے یورپ تک پہنچی۔

تیرھویں صدی میں اٹلی، جرمنی، یونان اور سپین وغیرہ میں کاغذ پر لکھی ہوئی کتابیں ملتی ہیں۔

طباعت کا فن چین، جاپان اور کوریا میں موجود تھا۔ اس کا ثبوت کنفوشیئس کے فلسفے کی کتب سے اور بدھ بھکشوؤں کے تبلیغی ادب سے ہمیں ملتا ہے۔ آٹھویں صدی کا ادب بدھوں کی تبلیغی کتب میں ملتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فن کس قدر پھیل چکا تھا۔ بہر حال شاید رسل ورسائل کی کمی کی وجہ سے یورپ میں یہ فن ذرا تاخیر سے شروع ہوا۔ لیکن جرمنی اٹلی، سپین، ہالینڈ، بیلجیم اور برطانیہ سے سبقت لے گیا اور گوٹن برگ پریس نے طباعت کا کام پندرھویں صدی میں شروع کیا۔ اس پریس نے پہلی بار ۱۴۴۰ء میں طباعت کا نمونہ پیش کیا۔ اس پریس نے مقامی زبان کے حروف کے ٹھپے تیار کر کے ایک چوبی پریس تیار کیا۔

پندرھویں صدی میں صحافت کے لوازمات کاغذ اور چھاپہ خانہ معرض وجود میں آگئے تھے۔ لیکن سترھویں صدی کے اوائل تک ایسی کوئی دستاویز ہمارے سامنے نہیں آئی جسے ہم اخبار کا نام دے سکیں۔ دراصل طباعت کی طرح صحافت کا آغاز بھی جرمنی سے ہوتا ہے۔ ہمایوں ادیب لکھتے ہیں :

"سترھویں صدی کے اوائل میں پہلا باقاعدہ اخبار A visa relation ader zeiting آگس برگ سے شائع ہوا۔ اس زمانے میں سٹرامبرگ سے بھی "Relation" کے نام سے ایک اخبار شائع ہوا، اول الذکر ۱۶۰۹ء کا پورا فائل اور موخر الذکر کا اسی سال کا ایک پرچہ جرمنی کے قومی میوزیم میں موجود ہے۔ اس کے بعد فرینکفرٹ، میونخ، برلن، ہیمبرگ وغیرہ سے متعدد اخبارات شائع ہونے شروع ہوگئے۔(٦)

پاک و ہند میں طباعت کی ابتداء پرتگیزیوں سے ہوئی۔ ۱۵۵۰ء میں ایک پرتگیزی جہاز سے چھاپہ خانے کا سامان اتارا گیا اور ۱۵۵۷ء میں باقاعدہ طور پر گوا میں چھاپہ خانہ قائم ہوا۔ ہندوستان میں چھاپہ خانہ اس قدر جلد اس لئے قائم ہوا کیونکہ انگریز مسیحیت کے پرچار کے لئے زیادہ سے زیادہ لٹریچر

چھاپنا چاہتے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلی کتاب جو چھاپہ خانے سے چھپی وہ تامل زبان میں "اصول مسیحیت" ہے۔ ۱۵۵۷ء میں ہی تریچور کے قریب ابہال کاڈو کے مقام پر ملیالم زبان میں ایک اور کتاب چھاپی گئی۔ مغل بادشاہوں نے تو طباعت میں کوئی خاص دلچسپی نہ لی۔ دراصل مغل زیادہ تر خوبصورتی کے قائل تھے۔ اس لئے ان کی عدم دلچسپی اس معاملے میں صاف ظاہر ہے۔ دراصل اس زمانے میں خطاط اس قدر خوبصورت اور دیدہ زیب کام کرنے کی مشق اور استطاعت رکھتے تھے اور چھاپہ خانے کی اہمیت کا اندازہ شاید اسی لئے ان حکمرانوں کو نہ تھا۔ دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ Means of Communication اس قدر زیادہ نہ تھے۔ کتب کی اہمیت زیادہ نہ تھی۔ عوام زیادہ تر تعلیم یافتہ نہ تھے۔ اس لئے کثیر الاشاعت لٹریچر مقصود بھی نہ تھا۔ بہر حال بات صرف اتنی ہے اور جو سمجھ آنے والی بھی ہے۔ کہ مغل حکومت نے اس صنعت کو شایان شان فروغ نہ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جو کام بہت پہلے ہونا چاہیے تھا وہ کافی تاخیر سے معرض وجود میں آیا۔ اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ مدراس سب سے نشر و اشاعت کا مرکز بنا اور ملیالم اور تامل میں اس کام کی ابتداء ہوئی۔ سترھویں صدی میں بھیم جی نے گجرات سورت میں پریس قائم کیا۔ انگریزوں نے اپنا پہلا چھاپہ خانہ ۱۶۷۴ء میں بمبئی کے مقام پر اور ۱۷۷۹ء میں ایک سرکاری چھاپہ خانہ کلکتہ میں قائم کیا۔

سر چارلس نے فارسی رسم الخط کو مرتب کیا۔ آپ کی اس سلسلے میں ایک بنگالی لوہار پنچنن نے مدد کی۔ فارسی ٹائپ کا نمونہ کب منظر پر آیا اس سلسلے میں امداد صابری لکھتے ہیں :

"فارسی ٹائپ کا اولین نقش اس وقت منظر عام پر آیا جب یہ مارچ ۱۷۸۴ء کے کلکتہ گزٹ کے صفحہ اول پر ایک کالم میں "خلاصہ اخبار" دربار معلٰی بہ دار الخلافہ شاہ جہاں آباد فارسی ٹائپ میں چھپا، اس زمانے میں فارسی اور عربی دونوں قسم کے رسم الخط کے ٹائپ موجود تھے۔ (۷)

۱۸۳۶ء میں لیتھو کی طباعت شروع ہوئی جو بہت جلد مقبول ہوئی اس سے اشاعتی دنیا بر صغیر میں ایک انقلاب آیا ہے اور اخبارات کی مشکلات بھی حل ہو گئیں۔

جہاں تک چھاپہ خانوں کا تعلق ہے اس میں شک نہیں کہ بر صغیر میں اس سلسلے میں بہت زیادہ ترقی ہو چکی تھی۔ لیکن جو فروغ مولوی محبوب عالم نے اس صنعت کو بخشا اس کی مثال ہمیں نہیں ملتی،

محمد الدین فوق لکھتے ہیں :

"آپ کے کاروبار کی وسعت اور کثرت دیکھ کر محکمہ ڈاک خانہ نے ۱۹۰۰ء میں "پیسہ اخبار" پوسٹ آفس کے نام سے آپ کو ایک الگ ڈاک خانہ دیا۔ جو نہایت ترقی اور رونق کے ساتھ قائم ہے۔ اور اس زمانے میں یہ پہلی مثال تھی کہ اردو اخبار کو یہ عزت نصیب ہوئی۔ کارخانہ پیسہ اخبار کی فلک رفعت اور عالیشان عمارات اپنی نظیر ہیں۔ پیسہ اخبار ہفتہ وار کو ایک زمانہ میں بارہ دستی پریس بھی بمشکل وقت پر چھاپ سکتے تھے۔ آپ نے ولایت سے چھاپے کی مشینیں منگوائیں اور خادم التعلیم پریس کو خادم التعلیم اسٹیم پریس بنادیا۔ پیسہ اخبار انارکلی کے جس حصہ میں واقع ہے اس کا نام اب سرکاری طور پر پیسہ اخبار سٹریٹ یعنی محلّہ پیسہ اخبار ہے۔ ہفتہ وار پیسہ اخبار کی اشاعت ہزار کے قریب ہے۔ قیمت سالانہ آٹھ روپے ہے۔" (۸)

وہ دور جب انگلستان کا تصور ہی طویل فاصلے کی وجہ سے خواب نظر آتا تھا۔ منشی محبوب عالم نے اپنے پریس کو جدید مشینوں سے مزین کیا، جو کہ بہت بڑی کاوش ہے۔ اس سے ہم ان کی صلاحیتوں اور پرعزم صحافی ہونے کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جب ہم منشی محبوب عالم کی ابتدائی زندگی کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک غریب انسان کس طرح تنکا تنکا چن کر ایک بڑے خرمن کا مالک بنتا ہے۔

ہم جناب ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کے حوالے ہی سے اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔

"منشی محبوب عالم کی زندگی بقول بدر شکیب بڑی غربت اور افلاس میں گذری اور جب پہلے پیسہ اخبار نکالا تو اس کی کتابت اور سنگ سازی خود ہی کرتے رہتے۔ بمبئی کے ایک آرڈر کی وجہ سے انہیں دو ہزار روپے ملے۔ جس سے کچھ خوش حالی نصیب ہوئی۔ رفتہ رفتہ انہیں اتنی ترقی ملی کہ لاہور میں ایک عالی شان مطبع تھا جس میں سترہ مشینیں نصب تھیں، اخبارات کا ایک زنجیرہ قائم تھا۔ پیسہ اخبار کے علاوہ ایک ہفت روزہ ایڈیشن بھی نکلتا تھا۔ لندن کے ٹٹ بٹس کی تقلید میں "انتخاب لاجواب" نکلا بچوں کا اخبار جاری تھا، عورتوں کے لئے شریف بیبیاں، زراعت کے فروغ کے لئے رسالہ زمیندار اور بعد میں رسالہ باغبان نکالا، ایک رسالہ "کلید امتحان" کے نام سے جاری تھا۔ مختلف موضوعات پر سات سو کتابیں چھاپیں۔ ان میں پچاس کے قریب وہ خود مصنف تھے۔ عروج کے زمانے میں ان کے چھاپہ

خانے اور دفتر میں آگ لگ گئی۔ جس سے تقریباً دولاکھ روپے کا نقصان ہوا"(۹)

اس مطبع کے مختصر خاکے کے بعد اس سلسلے میں لاہور ڈسٹرکٹ گزٹیئر سے بھی ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

"پیسہ اخبار شروع ہی سے جس تقطیع پر شائع ہوا وہ بیسویں صدی کے نصف اول بلکہ اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک اخبارات کا معیاری سائز رہا۔ اس اخبار نے اردو صحافت کو نئی راہ دکھائی، ابتداء میں کاغذ اور مضامین معیاری نہیں تھے۔ لیکن یہ اخبار اتنی ترقی کر گیا اور اپنے کئی معاصرین کو پیچھے چھوڑ گیا۔ اس کی اشاعت انگریزی معاصر "سول اینڈ ملٹری گزٹ سے چار گنا اور "اخبار عام" سے دوگنا ہو گئی تھی" (۱۰)

منشی محبوب عالم کے بارے میں مزید ایس۔ ایم۔ اے فیروز لکھتے ہیں :

"پیسہ اخبار کے مالک محبوب عالم ۱۹۰۰ء میں صحافت کی اعلیٰ تربیت کی غرض سے یورپ گئے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ کسی اردو اخبار کا ایڈیٹر اس مقصد کے لئے یورپ گیا تھا اس طرح منشی صاحب یورپ سے خبریں اور مکتوب بھیجتے رہے۔ جس سے یہ اخبار نہ صرف اردو اخبارات میں سرفہرست رہا بلکہ یہ ایک ایسا ادارہ بن گیا جس میں اس زمانے کے بیشتر صحافی حضرات نے تربیت حاصل کی"(۱۱)

پیسہ اخبار کے منشی محبوب عالم کے بارے میں اس سے قبل بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس اخبار نے جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ ۲۲/۴ x ۱۸ کا سائز مقرر کیا وہی سائز بعد میں سب اخبارات کے لئے ایک معیار بن گیا۔ اس سے پہلے اردو اخبار چھوٹے سائز پر شائع ہوتے تھے۔ اس کے کل صفحات آٹھ ہوتے تھے۔ ہر صفحہ پر تین کالم ہوتے تھے۔ بعد میں ہر صفحے پر چار کالم کر دیئے گئے۔ صفحہ اول پر بیرونی ممالک کی خبریں اور صفحہ ۲ پر ادارئے دیئے جاتے تھے۔ تیسرے صفحے پر عموماً مضمون درج کیا جاتا۔ چوتھے اور پانچویں صفحے پر مراسلات اور ناول قسط وار چھپتا، چھٹے صفحے پر عموماً متفرقات اور ساتویں صفحے پر اشتہارات ہوتے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان صفحات میں مذکورہ بالا ترتیب میں ردوبدل بھی ہوتا رہا اور زیادہ تر خبروں کو ترجیح دی گئی۔ ہندوستان کی خبریں آخری صفحہ پر دی جاتیں۔ یہ ایک خاص طریقہ کار اخبار کا رہا۔

پیسہ اخبار کب سے شائع ہوتا ہے اس کی کیا تاریخ ہے اس سلسلے میں پاکستان ٹائمز کے حوالے سے ذیل کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

"It would be not of place to mention here how the name of the newspaper, "Himat" was later changed to "Paisa Akhbar," One day when Munshi Sahib was sitting along with his brothers, Munshi Abdul Aziz, and was reading some Diwan containing poetry, they decided to open this book, with the idea that whatever poetry worked emerge would denote about their fate with regard to the name and publication of the newspaper."

"It was crystal clear from the circumstances and the events that took place later, as to how much the above phrase was in consonance with the future of Maulvi Sahib. His activities were such that almost all the newspapers of the sub-continent appreciated the devotion and dedication of Maulvi Sahib. Though not of forming stock, for the improvement of agricultures, he brought a monthly magazine called "Zamindar" and "Baghban" which was first publication of the kind in the Punjab.

In 1889 Maulvi Sahib shifted from Gujranwala to Lahore. With the hope that as Lahore was the Provincial metropolis, his newspaper business would increase. Since then Lahore is the town of his descendants.

Women's education was one of his favourite subjects. In this respect Maulvi Sahib brought out a magazine, "Sharif Bibian" from Lahore. This magazine was unique in its publicatin at the that time having articles for the amelioration of women's education. In 1890 Maulvi Sahib publicated "Paisa Akhbar" confined to the subject of women only." (12)

اس حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ 'پیسہ اخبار' ۱۸۹۰ء میں جاری ہوا۔ لیکن ہمایوں ادیب لکھتے ہیں :

"۱۸۸۷ء میں پیسہ اخبار جاری ہوا۔ یہ پہلے "ہمت" کے نام سے گوجرانوالہ سے جاری ہوا۔ جب اسے لاہور منتقل کیا گیا تو اس کا نام پیسہ اخبار رکھ دیا گیا"(۱۳)

یہ بات درست ہے کہ جب تک پیسہ اخبار فیروزوالہ سے چھپتا تھا تو اس کا نام "ہمت" تھا لاہور میں یہ پیسہ اخبار کے نام سے مشہور ہوا۔ اس سلسلے میں عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں :

"اختر شہنشاہی ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ منشی محبوب عالم نے فیروزوالہ سے ایک ہفت روزہ اخبار "ہمت" جاری کیا یہ یکم جنوری ۱۸۸۷ء کا ذکر ہے اور فیروزوالہ ہی سے ۱۸۸۷ء میں پیسہ اخبار جاری کیا۔"(۱۴)

لیکن پاکستان ٹائمز کے مضمون کے حوالے سے جو محبوب حمید نے لکھا ہے۔ یہ درست ہے کہ پیسہ اخبار ۱۸۹۰ء میں شائع ہوا ہے۔ خود عبدالسلام خورشید اور ہمایوں ادیب اعتراف کرتے ہیں کہ ۱۸۸۷ء تک یہ اخبار "ہمت" کے نام سے محبوب عالم اجراء کرتے تھے اور جب لاہور منتقل ہو گئے تو اس کا نام بدل کر پیسہ اخبار رکھ دیا گیا۔ لاہور تو آپ ۱۸۸۹ء میں ہی منتقل ہوئے۔ اس طرح پیسہ اخبار ۱۸۹۰ء میں ہی لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ویسے بھی ۱۸۸۸ء یا ۱۸۸۹ء کے سلسلے میں پیسہ اخبار کی کوئی اشاعت ہمیں نہیں ملتی، ہم محمد الدین فوق کے حوالے سے اس بات کا حتمی فیصلہ کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں :

"آپ نے "ہمت" کو پیسہ اخبار کے نام میں تبدیل کر دیا اور ایک ہی مہینے کے بعد فیروزوالہ سے

گوجرانوالہ میں پریس اور کاروبار کو منتقل کر لیا۔ ۱۸۸۸ء میں ایک ہفت روزہ اخبار بنام "ہمت" جاری کیا جس کا (Motto) تھا "ہمت مرداں مدد خدا" (۱۵)

منشی محمد الدین فوق کے لکھنے کے مطابق ۱۸۸۸ء میں "ہمت" جاری ہوا اس کے بعد فیروزوالہ سے گوجرانوالہ منشی محبوب عالم صاحب تشریف لائے۔ یعنی ۱۸۸۹ء میں اگر آپ گوجرانوالہ سے لاہور آئے تو ظاہر ہے کہ ۱۸۹۰ء میں ہی "پیسہ اخبار" شائع ہوا۔ ہو سکتا ہے کہ معروف طریقے سے یہ نام کچھ عرصہ اس لئے چلا ہو گا کیونکہ منشی صاحب نے صرف اپنے اخبارات کی قیمت ایک پیسہ رکھی تھی لوگ اس کو پیسہ اخبار کہنے لگے جب اخبار اس نام سے مشہور ہونے لگا تو پیسہ اخبار ہی اخبار کا نام رکھا گیا۔ بہر حال مستندبات یہی ہے کہ یہ اخبار پیسہ اخبار کے نام سے ۱۸۹۰ء میں منظر عام پر آیا۔ خود فوق صاحب بھی اس اخبار میں کام کرتے رہے۔ ۱۸۸۸ء میں خود اعتراف کرتے ہیں۔ "ہمت" شائع ہوا، لاہور میں "پیسہ اخبار" اس کا نام پڑا۔ ظاہر ہے گوجرانوالہ سے آپ ۱۸۹۰ء میں لاہور منتقل ہو گئے تو اس کا نام پیسہ اخبار ہو گیا۔

ہمارے لئے حمید محبوب بھی ایک مستند شہادت ہیں۔ آپ ان کے فرزند ہیں اس لئے ہم ۱۸۹۰ء ہی "پیسہ اخبار" کے بر سر عام آنے کی تصدیق کر سکتے ہیں لہٰذا قرین قیاس اور حقیقت پر مبنی بھی ہے۔

پیسہ اخبار کی خدمات کو ہم فراموش نہیں کر سکتے، اس اخبار نے نہ صرف اردو ادب کو قابل قدر فروغ بخشابلکہ بر صغیر کے مسلمانوں کے ادبی اور ثقافتی ارتقاء کو ترقی اور دوام بخشنے میں بھی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ سب سے پہلے صحافت کو ہی لے لیجئے، اس سے قبل صحافت کا کوئی باضابطہ دبستان پنجاب میں موجود نہ تھا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پنجاب میں یہ صحافت کا پہلا دبستان ہے۔ جس نے صحافتی ادب کی بنیادیں مضبوط کیں اور باضابطہ ایڈیٹروں کی ایک منظم ٹیم تیار کی، جس نے آگے چل کر اس کارواں کو منظم اور مستحکم کیا۔ منشی محبوب عالم ایک تاریخ ساز شخصیت تھی۔ آپ نے پیسہ اخبار کی وساطت سے غیر منقسم ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے تحفظ کے لئے بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ ۱۸۹۰ء میں پیسہ اخبار کا اجراء ہوا۔ آپ اس اخبار کے مدیر اعلیٰ اور مالک تھے۔ آپ نے اپنے

فرائض منصبی اور قومی مقاصد کے لئے قلم کا سہارا لیتے ہوئے اسلامی تشخص کو نہایت ہی سنجید گی اور متانت سے فروغ دیا۔ پیسہ اخبار کے نام سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا کا منشاء اس کے سوا کچھ اور نہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو دنیا کی ترقی سے اور روز افزوں حالات سے آگاہ کرتے رہیں اور مغربی ممالک کے ہم پلہ سائنسی علوم وفنون سے اس شکست خوردہ قوم کو آگاہ کریں۔

آپ نے دیہاتی کسان بھائیوں کی خدمت کے لئے ہفت روزہ ''زمیندار''اور ''باغبان'' بھی جاری کیا۔ جس سے ان کا مقصد اس کے سوااور کچھ نہ تھا کہ زمینداروں کے طبقے کو اس تمام تہذیب و تمدن کی بھاگ دوڑ میں حصہ لینے کے قابل بنایا جائے جو مغربی ممالک کی ایک مدت سے روح رواں بنی ہوئی ہے۔ جس کی زبردست تحریک نے مشرق الاقصیٰ سے اٹھ کر تمام ایشیا کو گھیرا ہے۔ جو یورپ کی بے پناہ دولت اور سائنسی علوم کے فیوض سے ہندوستان کے ساحلوں تک پہنچی ہے۔ آپ کی خواہش تھی کہ کسان جو توہم پرستی، کم ہستی اور احساس کمتری کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں سرگرداں ہیں، پستی اور ذلت کی زندگی سے نکل کر دنیا کے حالات سے آشنا ہوں۔ جدید آلات کاشت کاری سے آگہی حاصل ہو، آپ نے ہمت اخبار بھی اسی لئے جاری کیا تھا تاکہ مسلمان قوم کو پستی کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر ہمت اور حوصلہ کی منزل سے آشنا کریں۔ محمد الدین فوق لکھتے ہیں :

''درد وہ درد جو قومی و ملکی دل سوزوں کو ہر وقت بے چین رکھتا ہے۔ آپ کے دل میں ضرور موجود ہے۔ اسی درد سے بے تاب ہو کر آپ نے گوجرانوالہ سے زراعت کی ترقی اور زمینداروں کی بہتری وفلاح کے متعلق ایک ماہوار رسالہ بنام زمیندار اور باغبانی نکالا جو پنجاب میں اپنی قسم کا پہلا رسالہ تھا اور جس کی بہت سی کاپیاں ڈسٹرکٹ بورڈوں نے خرید کر علمی خدمات کی قدردانی کا ثبوت دیا غرض اخباری اور علمی میدان میں اس ملکی اور قومی نوجوان نے اپنی وسیع معلومات اور جدت طرازی کے گھوڑے اس قدر سرپٹ دوڑائے کہ بڑے بڑے شہسوار منہ دیکھتے رہے۔''(۱۲)

وہ ہوا باندھی کہ میں نے گرد سب کو کر دیا
اب وہی پیدل نظر آتے ہیں جو تھے شہسوار

''ہمت''اخبار کا motto یہی تھا۔ ''ہمت مرداں مدد خدا'' غرض یہ منشی محبوب عالم کے

اندر کا انسان ہی تھا جو یہ سمجھتا تھا کہ ہماری قوم کو کس قدر بلند حوصلہ ، ولولہ اور ہمت افزائی کی ضرورت ہے نیز جدید دور میں ان کو کس کس جہت میں کام کرنا ہے اس طرح ان کی خدمات کے ہمہ جہتی پہلو ہیں۔

فقیر سید وحید الدین پیسہ اخبار کی خدمات کے سلسلے میں لکھتے ہیں :

"پیسہ اخبار اپنی قدامت کے سبب اردو صحافت کی تاریخ میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے ایڈیٹر اور مالک مولوی محبوب عالم کی صاحبزادی فاطمہ بیگم سماجی کاموں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ حصہ لیتی تھیں۔ ان کی مخلصانہ جدوجہد کی بدولت لاہور میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے کئی ادارے قائم ہو چکے تھے۔ یہ کام اس زمانے میں آسان نہ تھا۔ قدم قدم پر رکاوٹیں پیش آتی تھیں۔ مسلمانوں کا معاشرہ لڑکیوں کی تعلیم کو برداشت کرتے ہوئے ناگواری محسوس کرتا تھا فاطمہ بیگم کو اس جدوجہد میں لوگوں کے طعنے گوارا کرنے پڑے۔ وہ گاہ بہ گاہ ڈاکٹر صاحب کے پاس مشورہ کے لئے آتیں۔ ڈاکٹر صاحب ان کی ہمت بندھاتے اور ایسی پرامید باتیں کرتے کہ فاطمہ بیگم کے اندر حوصلہ پیدا ہوتا اور ان کی دل شکستگی مایوسی میں تبدیل نہ ہونے پاتی" (۱۷)

الغرض یہ پورا خاندان ہی مسلمانوں کی ترقی کے لئے کوشاں رہا ہمیں فاطمہ بیگم کی زندگی کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی باپ کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں تمام عمر سرگرداں رہیں۔

مولوی محبوب عالم نے برصغیر میں جدید اردو صحافت کی ترقی میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اور ان صحافی اصولوں پر عمل کیا جو آج بھی اخبارات کے لئے طرہ امتیاز ہیں۔ سیاسی اور مذہبی پر پیسہ اخبار ہمیشہ دونوں نقطہ ہائے نظر کے حامل لوگوں کے خیالات پیش کرتا رہا۔ خواہ اخبار کی اپنی رائے ان مسائل کے بارے میں کچھ بھی کیوں نہ ہو۔

ایک انسان کے بارے میں انسان کے ساتھی اور دوست ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ منشی محبوب عالم کے بارے میں منشی صاحب کے دوستوں کی آراء کو ہی شہادت کے طور پر ان کی خدمات کے سلسلے میں پیش کریں۔ فوق صاحب لکھتے ہیں :

"جب آپ کی زندگی کے ان اہم واقعات پر نظر کی جاتی ہے اور ان کا اثر بھی جو دولت اور شہرت کی صورت میں ہو، دیکھا جاتا ہے۔ تو بلا تامل کہنا پڑتا ہے کہ آپ ہندوستان کے بنجمن فرینکلن ہیں۔

کیونکہ آپ بھی بجمن کی طرح غریب ماں باپ کی اولاد ہوتے ہوئے صحافتی زندگی میں نام پیدا کر گئے اور بجمن کی تمام عزت صرف اخبار نویسی کی بدولت ہی تھی۔ بجمن نے علم اور دولت جمع کرنے کے لئے جنتری، مقولے اور مضامین لکھے۔ آپ نے بھی ایسے ہی موضوعات پر کئی کتابیں لکھیں۔ بجمن نے یورپ کا سفر کیا اور آپ نے بھی۔"(۱۹)

اسی طرح یہ باتیں حقائق پر مبنی ہیں کہ منشی صاحب دولت ضرور کما رہے تھے لیکن اس سے ان کا مقصد قومی فلاح اور قومی اصلاح تھا۔

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں :

"پیسہ اخبار" اسلامی اخبار تھا۔ وہ مسلمانوں کے حقوق کا علم بردار تھا۔ اسلامی تحریکوں کا حامی تھا۔ مسلمانوں میں تعلیم پھیلانے کی کوشش کرتا تھا۔ لیکن سیاست میں انتہا پسند نہیں تھا اس میں اخباریت غالب تھی۔ اس کے مقالے ٹھوس ہوتے تھے۔ مضامین اور ادارے ان موضوعات پر لکھے جاتے تھے۔ جن کا لوگوں کی روزمرہ زندگی کے مسائل سے تعلق تھا۔"(۲۰)

جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا جا چکا ہے کہ منشی محبوب عالم نے نہایت ہی اطمینان اور سنجیدگی سے ہوش و ہواس قائم رکھتے ہوئے اسلامی اقدار کو ابھارا اور دشمن کو احساس دلایا کہ وہ کس طرح اسلامی نشاۃ ثانیہ کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ان کا لہجہ دھیما مگر پروقار اور سنجیدہ اس لئے رہا کیونکہ وہ مسلمانوں کو انگریز کا ہدف عناد نہیں بنانا چاہتے تھے۔ وہ مجمع جمع کرنے والے صحافی نہ تھے بلکہ مسلمانوں کو ایک صاف ستھرا خون دیرپا زندگی اور حیات جاوداں والا جذبہ دینے کی کوشش میں مصروف تھے۔

مولوی صاحب کے تعلقات کی وجہ سے برصغیر اور عالم اسلام کو فائدہ پہنچتا رہا۔ ان کے تعلقات اعلیٰ حکام سے تھے۔ جب پیسہ اخبار بلڈنگ میں آگ لگ گئی تو ترکی کونسلر جنرل خالد فیصل نے ان کے گھر آکر جلی ہوئی لائبریری دیکھی۔ اور ترکی و ہندوستان کے معاملات پر گفتگو کی۔ نیز وزیر ہند لارڈ کرزن اور وزیر خارجہ سر ایڈورڈ گرے سے ملاقات کی۔ آپ نے انگریز حکام پر واضح کیا کہ ترکی کی مدد کرنے سے انگلستان کو بھی فائدہ ہے۔"(۲۱)

آپ انجمن حمایت اسلام کے سلسلے میں بھی سرگرم رہتے۔ مسلمانوں کی ترقی اور فلاح

کے لئے اکثر آپ کے مشورے اور مضامین دور رس نتائج کے حامل ثابت ہوئے۔

"جنوری ۱۹۱۱ء میں الہ آباد میں ہونے والی ہندو مسلم کانفرنس میں یہ مسلمانوں کے وفد میں شامل تھے۔ اس کانفرنس میں ہندو اور مسلمانوں کے متنازعہ مسائل کو حل کرنے کے لئے جو طریق کار طے ہوا تھا وہ تین سال پہلے مولوی صاحب نے ایک مضمون کے ذریعے ٹریبیون میں پیش کیا تھا۔ (۲۲)

آپ مخلص بے لوث اور جذبہ محبت سے سرشار انسان تھے۔ آپ کا مشن ہی خدمت ملک و ملت تھا۔ چنانچہ اس کا اعتراف سر عبدالقادر نے مولوی محبوب عالم کی یورپ روانگی سے قبل الوداعی تقریب میں ان الفاظ میں کیا تھا۔

"ان کے اخبار کی خوبیوں میں بھی یہی بات کچھ کم قابل قدر نہیں کہ انہوں نے اپنے مخلص ہم عصروں کی طرح کبھی اپنی ذاتی شہرت کو نہیں بنایا۔" (۲۳)

چنانچہ پیسہ اخبار کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ امپیریل کونسل (Imperial Council) میں دو ہندوستانی ارکان نامزد کرنے کا سوال پیدا ہوا تو یہ پیسہ ہی تھا جس نے یکم جولائی ۱۹۰۹ء کے اداریئے میں مطالبہ کیا کہ ان میں سے ایک مسلمان رکن نامزد ہو۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان کے مسلمانوں کو تعلیم کی کمی کا بہانہ کر کے رکنیت سے محروم کر دیا گیا تھا۔ اخبار لکھتا ہے "ان علاقوں سے ایک مسلمان رکن نامزد کیا جائے۔ اخبار نے تجویز پیش کی کہ مشرقی بنگال متحدہ پنجاب اور بمبئی کے مالکان اراضی ایسوسی ایشنوں (Associations) کو باری باری ایک ہندو ایک مسلمان ممبر منتخب کرنے کی اجازت دی جائے۔ پیسہ اخبار نے مختلف اوقات پر قومی معاملات میں جو موقف اختیار کیا وہ تحسین آفرین کا مستحق ہے۔ مختلف معاملات پر ہم اس اخبار کی خدمات کا جائزہ لیتے ہیں۔ پیسہ اخبار کے موقف کو پاکستان ٹائمز کا اداریہ اس طرح پیش کرتا ہے۔

The division and conquest of Bengal, Kanpur molgue incident, Tripoli war of the Balkan, Non cooperation movement. Hijrat movement setting up of the Muslim University Aligarh and

Dhava University Prejudicial treatment of Muslim in Government and semi Government departments. All India Muslim League, its aims and objectives, policies, were published by Paisa Akhbar, to provide complete informations to its readers. Paisa Akhbar was in favour on separate electorate basis. Therefore whenever any All India Muslim League Leader talked about election is any other strain, it strongly opposed that Paisa Akhbar wrote against Sir Ali Iman, it criticized the Luckhnow part and after the incident always referred to the "All India Muslim League" as " Luckhnow League" (24)

لکھنوء پیکٹ پر تنقید کرتے ہوئے پیسہ اخبار نے متعدد اداریے لکھے۔ ایک اداریے میں اخبار نے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ یہ پیکٹ جو نیشنل کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان ہوا ہے مسلمانان ہند کے لئے خطرناک ثابت ہوگا۔ اسی طرح تقسیم بنگال کے سلسلے میں پیسہ اخبار نے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا تھا۔

"Whatever the agitation and mevements were made by the Hindus against the division of Bengal, "Paisa Akhbar" always refuted and opposed them, and when the Govt. order to please and appears the Hindu annulled the division of Bengal against the wishes of the Muslim and in entire infringement of their right Paisa Akhbar did not favour this action on the Part of the Govt. (25)"

یہاں یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پیسہ اخبار کی خدمات کس طرح اور کس قدر مسلم معاشرہ کے

اصلاح احوال کے لئے مفید اور معاون ثابت ہوئیں اور اس اخبار نے کس طرح مسلمانان ہند کی تربیت کی، ہجرت موومنٹ کے سلسلے میں اسی اخبار کی روشنی میں جائزہ لیجئے۔

"Although Paisa Akhbar was against the Hijrat mevement a number of articles in this context were published in the paper. In 1921 when the frontier Government banned the entry of Jan Mohammad Juneja, an active supporter of this movement into their territory. Paisa Akhbar Criticized this action on the part of British Government and also published articles advising the Govt. to curtail expenditure on the army in India." (26)

یہ تفصیلات اس لئے پیش کی گئی ہیں تاکہ منشی محبوب عالم صاحب کی خدمات کا جائزہ لیتے وقت آپ کی سیاسی سوجھ بوجھ کا بھی اندازہ ہو سکے اور یہ معلوم ہو سکے کہ معاشرہ کو مکمل طور پر ایک مسلمان معاشرہ بنانے کے لئے جدید دور کی روز مرہ تعلیم سے ہم آہنگ کرنے کے لئے وہ علمی اور ادبی میدان میں کیا کیا کاوشیں اور کوشش کرتے رہتے تھے۔ اخبار باغبان، زمیندار، ہمت، شریف بیبیاں، بچوں کا اخبار یہ سب صحافت اور مختلف النوع موضوعات پر محیط تصنیفات منشی محبوب عالم صاحب کے نصب العین کی مظہر ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو مسلمانوں کی ترقی کس قدر عزیز تھی۔

پیسہ اخبار کو صحافتی ادب میں ایک ایسا مقام حاصل ہے جو کسی اور اخبار کو میسر نہیں۔ اس دور میں بڑے بڑے صحافی ہوئے ہیں اور بہت سے معروف اخبار بھی نکالے گئے مثلاً اخبار عام، انڈین گزٹ، کلکتہ گزٹ، بنگال جرنل، اورنٹیل میگزین، کلکتہ کرانیکل، مدراس گزٹ، مدراس کوریئر، بمبئی ہیرالڈ، سماچار درشن، اردو کا پہلا اخبار جام جہاں نما، اردو اخبار، مطبع نولکشور جس نے صحافتی ادب میں اہم کردار ادا کیا۔ مطبع پنجابی، ہادی حقیقت لاہور، انجمن مفید عام قصور، اتالیق ہند، روزنامہ پنجاب، ہندو باندھو لاہور، رہبر ہند لاہور، آئینہ عیب نمائی ہند لاہور، مطبع کوہ طور، پولیس گزٹ لاہور، امیر الاخبار لاہور، کوہ طور لاہور، رفاہ عام سیالکوٹ، آفتاب پنجاب، سرکاری اخبار لاہور، بحر حکمت لاہور،

گیاوانی پتریکا لاہور، خیر خواہ پنجاب لاہور، اخبار انجمن پنجاب، اخبار سائنٹفک سوسائٹی علی گڑھ، انجمن فیض عام، چشمہ فیض گوجرانوالہ، انوار الشمس لاہور، ہمائے پنجاب، تہذیب الاخلاق علی گڑھ وغیرہ۔ یہ سب اخبار و جرائد محبوب عالم کے دور میں چھپتے تھے۔ جن کے مدیر اور مالک جید عالم تھے۔ مگر جو شہرت، عزت، مقام، مقبولیت ایک دبستان کی حیثیت سے منشی محبوب عالم کو حاصل ہے وہ کسی اور کو بحیثیت صحافی نصیب نہیں۔ اس سلسلے میں میں آپ کے ہمعصر مختلف ان مستند صحافیوں کے نامور شخصیات کو سامنے رکھ کر ان کی آراء کی روشنی میں منشی محبوب عالم کی صحافتی کارگذاری کو زیر بحث لاتے ہیں۔ سب سے پہلے منشی محمد الدین فوق صاحب کی رائے پیش کی جاتی ہے۔ آپ اخبار میں کام کرتے رہے ہیں اور نامور عظیم صحافیوں میں بھی آپ کا شمار ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

"۱۹۰۴ء میں آپ نے پھر روزانہ پیسہ اخبار جاری کیا۔ جب پہلے پہل اخبار ۱۹۰۷ء میں جاری کیا گیا تو اس کے ۲۲×۱۸/۴ کے آٹھ صفحات تھے۔ لیکن اس مرتبہ اس کا سائز دوگنا کر دیا گیا۔ جس سے نہ صرف اخبار ہی مقبول ہوا، بلکہ یہ سائز ایسا پسند کیا گیا کہ اس کے بعد جس قدر اردو روزانہ جاری ہوئے ہیں وہ روزانہ پیسہ اخبار ہی کی تقطیع پر چھاپا کرتے ہیں اور کئی ہفتہ وار اخباروں نے بھی یہی تقطیع شروع کر دی ہے۔ جب ۱۹۰۷ء کے پر آشوب زمانہ میں اکثر پرجوش اخبارات اپنے ناظرین کو اسی راستے پر لے جا رہے تھے۔ جو کعبہ کو نہیں بلکہ ترکستان کو جاتا ہے اور جب یہ اخبارات اپنے ناظرین کے دلوں میں بے جا جذبہ، ناجائز جوش اور سودیشی اور سوراج کی ناممکن الحصول خواہش پیدا کر رہے ہیں تھے۔ روزانہ پیسہ اخبار نے اپنی معتدل اور وفادارانہ پالیسی سے مسلمانوں کو جادہ اعتدال سے منحرف نہ ہونے دیا اور وہ ان کو اپنے پرزور مضامین سے خطرناک اثر میں جذب ہونے سے بچائے رکھا۔ اور روزانہ پیسہ اخبار آج تک کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ سالانہ قیمت پندرہ روپے ہے اور اشاعت قریباً تین ہزار ہے۔ ۱۹۱۰ء میں رسالہ "شریف بیبیاں" عورتوں کے لئے ماہوار جاری کیا گیا۔ آپ کی زیر نگرانی چھپتا تھا۔ اس کی اشاعت چھ سو تک بیان کی جاتی ہے۔"(۲۷)

مذکورہ سطور میں جو بات قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ واقعی اس اخبار نے مسلمانوں کو فتنہ و فساد سے بچائے رکھا اور ترقی کی راہوں پر گامزن کیا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس اخبار نے

صحافت کا ایک دبستان قائم کیا۔ فوق لکھتے ہیں :

''آپ کو عموماً ایڈیٹر گر ایڈیٹر کہا جاتا ہے'' اور جہاں تک واقعات سے تعلق ہے اس میں سر مو تفاوت نہیں ہے۔ آج جس اردو اخبار کو ہندوستان میں سب سے زیادہ کثیر الاشاعت ہونے کی عزت حاصل ہے۔ ''اخبار ہندوستان'' کے ایڈیٹر بابو دینا ناتھ اسی ''پیسہ اخبار'' میں ملازم رہ چکے ہیں۔ مرزا علی حسین صاحب جو پہلے ''فتح المبین'' کے مالک و ایڈیٹر تھے اور اب اخبار ''وقت'' کے مالک ایڈیٹر ہیں۔ وہ بھی فن اخبار نویسی یہیں سے سیکھتے تھے۔ مولوی عبد الرؤف صاحب ''زبدۃ الاخبار'' لاہور کے ایڈیٹر منشی احمد دین صاحب ایڈیٹر ''غم خوار عالم''، منشی محمد عبداللہ منہاس ایڈیٹر ''وکیل'' نیاز مند محمد الدین فوق سب کو ہی آپ ہی کے خرمن کے خوشہ چین ہونے کا فخر حاصل ہے۔

محمد الدین خلیق ایڈیٹر ریلوے اینڈ انجینئرنگ نیوز انگریزی اردو، منشی رینا پرشاد صاحب ایڈیٹر جامع العلوم بھی پیسہ اخبار میں ہی کام کرتے رہے ہیں۔ (۲۸)

مذکورہ بالا شخصیات ہیں جنہوں نے ہندوستان صحافت میں تہلکہ مچادیا۔ یہ حقیقت ہے بنیادی طور پر پیسہ اخبار کی دہلیز سے ہی انہیں روشنی اور رہنمائی ملی سر عبد القادر کا ''مخزن'' آپ کے پریس سے ہی چھپتا تھا۔ کامران رقم طراز ہے :

''مخزن نے مجموعی طور پر پچیس برس کے قریب عمر پائی تھی۔ منشی عبد العزیز کے زیر اہتمام خادم التعلیم پنجاب پریس میں چھپتا تھا'' (۲۹)

مولانا ظفر علی خان اس دور کے عظیم صحافی ہیں۔ آپ کی رائے پیسہ اخبار اور منشی محبوب عالم کے بارے میں کیا تھی، وہ کن الفاظ میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے :

''آپ اپنے زور بازو اور دماغی قابلیت سے آسمان صحافت کے اعلیٰ ترین مقام تک پہنچے پہلے آپ نے چھوٹے پیمانے پر اخبار نویسی کا کاروبار شروع کیا تھا، لیکن تھوڑے عرصے میں اپنے تمام معاصرین پر سبقت لے گئے، اس میں شک نہیں کہ مولانا اعتدال پسند تھے۔ انہوں نے

حکومت کے ساتھ تعاون کیا لیکن بیجا خوشامد اور کاسہ لیسی سے کام نہیں کیا۔ جیسے کہ دور حاضرہ کے خوشامدی پٹھوؤں کا وطیرہ ہے۔ مشت نمونہ از خروارے، ایک خوشامدی اخبار نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ ہمیں حکومت کے اندھا دھند تائید و غیر مشروط مطابقت کرنی چاہیے، مولانا مرحوم کا یہ مسلک نہیں تھا، وہ اخبار نویسوں کے لئے ایک قابل تقلید مسلک چھوڑ گئے ہیں۔" (۳۰)

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مولانا کے سانحہ ارتحال پر بہت سے لوگوں نے رنج و غم کا اظہار کیا اور آپ کی خدمات کو سراہا، اس سلسلے میں معاصر ایسٹرن ٹائمز لکھتا ہے۔

"نیوز کالم میں مولوی حاجی محبوب عالم مدیر و مالک پیسہ اخبار کی وفات حسرت آیات کی خبر درج ہے۔ صوبہ پنجاب میں اردو صحافت کے آپ بانی تسلیم کئے گئے ہیں۔ تاریخ صحافت میں آپ کا نام زریں حروف میں لکھا جائے گا اور ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گا۔ پنجاب میں انیسویں صدی میں مولانا موصوف کا اخبار واحد روزانہ اخبار تھا۔ آپ نے دو دفعہ یورپ کا سفر کیا آپ ممالک اسلام کی سیاحت بھی کر چکے تھے۔ جس میں ایران، افغانستان، ترکی، مصر اور افریقہ شامل ہیں۔ آپ کی موت سے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ کیونکہ آپ بلند پایہ مصنف اور فاضل اخبار نویس تھے۔ آپ کی وفات کے بعد جو جگہ خالی ہوئی ہے وہ پر ہونی اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

آپ کے معاصرین میں اس دور کے ادیبوں، شاعروں اور صحافیوں نے آپ کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ خود مولانا پیسہ اخبار کے ایک واقعہ کے بارے میں اس طرح رقم طراز ہیں:

"برلن میں میرے پاس پیسہ اخبار کا نمونہ موجود تھا۔ جرمن ایڈیٹر اسے دیکھ کر خوش ہوا اور اس کی قیمت کی ارزانی اور مقدار اشاعت دونوں باتوں کو پسند کیا۔ بلکہ مجھ سے وہ پرچہ لے لیا اور اسے دوسرے روز کے اخبار میں میری ملاقات کی کیفیت معہ پیسہ اخبار کے ایک کالم کے فوٹوگراف کے چھاپ دی۔" (۳۱)

محبوب عالم کا صحافتی ادب میں ایک عظیم مقام تھا۔ اس مقام کو ان کا ہر دوست

اور دشمن تسلیم کرتا ہے۔ جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ خود صحافی گر تھے۔انہوں نے بڑے بڑے صحافی تیار کئے۔ ان کو تربیت دی۔ یہی صحافی عالم صحافت کے آکاش پر درخشند ستاروں کی طرح عالم انسانیت کو منور کرتے رہے۔ منشی محمد الدین فوق ہی کو لیجئے جنہوں نے کشمیری ادب و ثقافت کے لئے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان کے بارے میں ڈاکٹر اجمل نیازی محبوب عالم کے حوالے سے یوں رقم طراز ہوتے ہیں :

''فوق صاحب عربی اور فارسی تو بقدر ضرورت جانتے تھے، لیکن انگریزی زبان اتنی نہ سیکھ سکے کہ اخبار نویسی میں ان کے کام آتی، اپنی اس محرومی کا بہت دلچسپ انداز میں اظہار کرتے ہیں۔

انگلش زبان ہی سے جو نا آشنا تھے ہم
اے فوق پھر ایڈیٹر اخبار کیوں ہوئے

مگر ان کی قسمت میں اخبار نویس بننا ہی لکھا تھا

اس لئے ۱۸۹۷ء میں انہوں نے پیسہ اخبار کی ملازمت اختیار کر کے مولوی محبوب عالم سے اخبار نویسی سیکھی اور اس میں اتنا کمال حاصل کیا کہ تمام بڑے بڑے صحافی ان کو مان گئے۔ اخبار نویسی کا جو سلیقہ انہوں نے اختیار کیا اسی کا اثر تھا کہ واقعات میں انتہائی دلچسپی پیدا ہو جاتی تھی۔ ۱۹۰۱ء میں پیسہ اخبار کی ملازمت ترک کر کے اپنا ہفت روزہ ''پنجہ فولاد'' جاری کیا۔''(۳۲)

اس عبارت سے ہم پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ پیسہ اخبار کے مدیر نے واقعی، دبستان دبیر اں، قائم کیا، جس کے معترف اور کارکنوں نے ہندوستان صحافت کو بدرجہ اتم فروغ بخشا۔

ممتاز سیاسی رہنماؤں اور دانشوروں نے مولانا سے متعلق جو رائے دی ہے وہ یہی ہے کہ وہ نامور صحافی، مورخ، محقق، ماہر لسانیات، مولف و مترجم اور ادیب شاعر تھے۔ گوناگوں اوصاف ان کی ذات میں جمع ہو گئے تھے وہ اردو فارسی اور انگریزی تینوں زبانوں میں ممتاز ادیب

کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ انگریزی زبان پر عبور حاصل کرنا اور صحافت کے ساتھ اس کی ہم آہنگی پیدا کرنا محبوب عالم کا ہی کمال تھا۔ آپ کسی بھی موضوع کی کتاب اٹھاتے اور ترجمہ کر دیتے، کسی بھی مصنف کی روح تحریر اور مقصد نگارش کو جس انداز سے وہ دوسری زبان کا لباس پہناتے اس کی مثال ہمیں شاذ و نادر ہی کسی اور مصنف کے ہاں مل سکے گی۔ مشرقی علوم کے علاوہ مغربی علوم میں جو مہارت آپ نے حاصل کی وہ ہمارے بلند پائے کے سیاستدان یا ادیب بھی اس دور میں آپ کے مقابلے میں پیدا نہ کر سکے۔

منشی صاحب میں ایک اہم اور منفرد خاصیت یہ تھی کہ مسلمانوں کی بہبود و فلاح کے لئے جو بھی عمل ان کے ذہن میں بیٹھ جاتا اس پر ہمہ تن مصروف عمل ہو کر عمل پیرا ہوتے: منشی محبوب عالم بحیثیت انسان نہایت نیک دل، مخلص، بلند اخلاق، صاحب ایثار اور باہمت انسان تھے۔ قدر دانی فن میں ان کا جواب نہ تھا۔ دوست پروری اور مہمان نوازی ان کی فطرت میں رچی بسی تھی۔ وہ اپنے نقطہ ہائے نگاہ میں قدیم و جدید، مشرق و مغرب کے جابے میں خوف خدا، عشق رسول، غیرت دینی خیر خواہی ملت کون سی بات تھی جو ان میں موجود نہ تھی۔

مولانا کی ہستی اور وجود ہم کو اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ مسلمانان ہند کو پاکستان کی منزل مقصود تک پہنچانے میں جن بزرگوں نے اپنی عمر بسر کر دی۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی جوانی، اپنی پیری، عیش و عشرت اور آرام پسندی کی بجائے مسلسل جدو جہد، سعی و عمل اور تکالیف میں بسر کر دی۔ آپ کو صحافت میں اعلیٰ مقام حاصل ہوا۔ جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آپ نے ایک خاص لگن خلوص اور نیک نیتی سے قوم کی خدمت کی۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ پیسہ اخبار، یکم جون ۱۹۳۳ء۔ ۶۔ا نمبر ۲۲ جلد ۴۷

۲۔ عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان و ہند میں، ص ۳۱۸، مجلس ترقی ادب، لاہور ۱۹۶۳ء

۳۔ نائلہ عزیز (مقالہ نگار) پیسہ اخبار۔ تاریخی اور تنقیدی جائزہ ص ۱۸ پنجاب یونیورسٹی ۱۹۸۰ء

۴۔ Abdul Hameed. Pakistan Times (daily) December,8th 1984

۵۔ عبدالسلام خورشید، ڈاکٹر، صحافت پاکستان و ہند میں، ص ۱۵

۶۔ ہمایوں ادیب، صحافت پاکستان میں، ص ۱۳، مجلس ترقی ادب، لاہور ۱۹۸۴ء

۷۔ امداد صابری، تاریخ صحافت اردو (جلد دوم) ص ۱۸، دہلی ۱۹۵۳ء

۸۔ فوق، محمد الدین، مولف (ایڈیٹر کشمیری میگزین) اخبار نویسوں کے حالات، ص ۷، مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور، اکتوبر ۱۹۱۲ء

۹۔ عبدالسلام خورشید، ڈاکٹر، صحافت پاکستان اور ہند میں، ص ۳۱۸

۱۰۔ لاہور ڈسٹرکٹ گزٹیر (۹۴۔ ۱۸۹۳ء) ص ۳۲۹

۱۱۔ ایس۔ ایم۔ اے، فیروز، پریس ان پاکستان (انگریزی) ص ۱۷، لاہور ۱۹۵۷ء

۱۲۔ محبوب عالم، منشی (ایڈیٹر) پیسہ اخبار جمعہ ۱۲ اگست ۱۹۰۷ء (فائل پبلک لائبریری)

۱۳۔ The Pakistan Times, (daily) Saturday, 8th Dec. 1984

۱۴۔ ہمایوں ادیب، صحافت پاکستان میں۔ ص ۹۷

۱۵۔ عبدالسلام خورشید، صحافت پاکستان و ہند میں، ص ۳۱۷

۱۶۔ فوق، محمد الدین، اخبار نویسوں کے حالات، ص ۲

۱۷۔ فوق، محمد الدین (مولف) اخبار نویسوں کے حالات، ص ۲

۱۸۔ فقیر سید وحید الدین۔ روزگار فقیر، ص ۸۵، کراچی 1951

۱۹۔ فوق، محمد الدین، اخبار نویسوں کے حالات، ص ۳

۲۰۔ عبد السلام خورشید، ڈاکٹر، صحافت پاکستان و ہند میں، ص ۳۲۱

۲۱۔ پیسہ اخبار ۱۱ فروری ۱۹۱۴ء

۲۲۔ روزانہ پیسہ اخبار ۱۶ جنوری ۱۹۱۱ء

۲۳۔ محبوب عالم، منشی، سفر نامہ یورپ، ص ۳، بلاد روم، شام و مصر، پیسہ اخبار، لاہور ۱۹۰۸ء

۲۴۔ The Pakistan Times(daily) Saturday 8th Dec. 1984.

۲۵۔ The Pakistan Times(daily) Saturday 8th Dec. 1984.

۲۶۔ فوق، محمد الدین (مولف) اخبار نویسوں کے حالات، ص ۵

۲۷۔ فوق، محمد الدین (مولف) اخبار نویسوں کے حالات، ص ۶

۲۸۔ کامران، ۱۹۷۰ء ص ۲۲

۲۹۔ پیسہ اخبار، یکم جون ۱۹۳۳ء

۳۰۔ روزنامہ پیسہ اخبار، یکم جون ۱۹۳۳ء

۳۱۔ محبوب عالم، منشی، سفر یورپ، ص ۱۴۳

۳۲۔ اجمل خان نیازی، ڈاکٹر، فوق الکشمیر، ص ۵۰، سنگ میل پبلیکیشنز اردو بازار دہلی

يٰاَيُّهَاالاِ نسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبکَ الکَرِيمِ الَّذِی خَلقَکَ فَسوّٰکَ فَعَدَلکَ فِی اَيِّ صُورَةٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ کَلَّا بَل تُکَذِّبُو نَ بِالدِّينِ وَاِنَّ عَلَيکُم لَحٰفِظِينَ کِرَاماً کَاتِبِينَ يَعلَمُونَ مَا تَفعَلُو نَ.

(القرآن ۸۳/۱۲۔۶)

اے انسان تجھے (آخر) کس چیز نے اپنے پروردگار کے باب میں دھوکا دیا؟ (وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا) کو ٹھیک کیا اور (تیرے قامت) کو معتدل رکھا اور جس میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔ مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہو حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہے عالی قدر تمہاری باتوں کو لکھنے والے، جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں۔